سید عابد شاہ عابدؔ

(حالاتِ زندگی)

سید عابد شاہ عابد نے ۱۹۳۷ء میں کوئٹہ میں ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد محکمہ پولیس میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ ابتدائی تعلیم کوئٹہ سے حاصل کی۔ سید عابد شاہ عابد نے اپنے کیریئر کا آغاز سکول میں مدرس کی حیثیت سے کیا۔ بعدازاں یونیورسٹی آف بلوچستان کے شعبہ پشتو میں لیکچرر تعینات ہوئے اور ۱۹۹۷ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

سید عابد شاہ عابد نے اُردو اور پشتو زبانوں میں نظم ونثر دونوں اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ انہوں نے ریڈیو اور ٹیلی وژن کے لیے اُردو اور پشتو دونوں زبانوں میں ڈرامے بھی تحریر کیے ہیں اور آج بھی پاکستان ٹیلی وژن سنٹر سے وابستہ ہیں اور شعبہ پشتو کے لیے بطور نیوز سپروائزر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عابد شاہ عابد پشتو اکیڈیمی، لوک ورثہ آف پاکستان، آغا حشر ڈرامیٹک سوسائٹی اور جمال الدین افغانی سوسائٹی سے بھی منسلک رہے۔

پشتو کلاسیک شاعر پیر محمد کاکڑ کے کلام کا اُردو ترجمہ کیا۔ پشتو فوک ادب کے معروف صنف ٹپہ کا اُردو ترجمہ، ''سیلاب'' اور ڈاکٹر عبدالحمید کاکڑ کے پشتو کلام کا اُردو ترجمہ ''خارِگل'' کے نام سے کیا۔ پشتو لوک کہانیوں کے مجموعہ ''اولسی نکلونہ'' کے مؤلف بھی ہیں۔

نیکی و بدی

(ترجمہ: پروفیسر سید عابد شاہ عابد)

مقاصدِ تدریس

- طلبہ کو لوک کہانیوں کی اہمیت بتانا۔
- لوک کہانی کے ذریعے طلبہ کے اخلاق سنوارنا۔
- طلبہ کو اُردو ادب میں لوک کہانیوں کے تراجم کی روایت سے آگاہ کرنا۔

الفاظ و تراکیب

ناخدا	سٹی پٹی	بھولاپن	مضر	تلاطم
خفتگانِ تہہ خاک	ناہنجار	عروس	تیکھی	حامی و ناصر

پرانے زمانے کی بات ہے کہ ایک بوڑھا اور ایک نوجوان یکجا سفر کر رہے تھے۔ باتوں باتوں میں نوجوان نے بوڑھے سے پوچھا "بابا! آپ کہاں جا رہے ہیں؟" بوڑھے نے جواب دیا: "میں شہر جا رہا ہوں اور وہاں سے گاؤں میں اپنی دُکان کے لیے کچھ سامان لانا چاہتا ہوں"۔ نوجوان سمجھ گیا کہ بوڑھے کے پاس یقیناً رقم موجود ہے۔ پھر بوڑھے نے نوجوان سے پوچھا۔ تم کیا کام کرتے ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا، بابا! اس دنیا میں کوئی نیکی کی تلاش میں ہے اور کوئی بدی کے پیچھے سرگرداں ہے۔ میں بھی کسی کی تلاش میں ہوں۔ بوڑھے نے کہا کہ اے نوجوان! اگر تم نیکی کی تلاش میں ہو تو اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو اور اگر بدی کے پیچھے گھوم رہے ہو تو یاد رکھو، میں نے اپنی زندگی میں کافی نشیب و فراز کا سامنا کیا ہے۔ یہ داڑھی دھوپ میں سفید نہیں ہوئی ہے۔ دراصل بوڑھا اُسے یہ بتانا چاہتا تھا کہ اگر تم میرے خلاف کوئی ارادہ رکھتے ہو تو اس میں تم کامیاب نہیں ہو گے۔

نوجوان نے بوڑھے سے پوچھا کہ اگر کوئی کسی کے ساتھ زیادتی کرے تو؟ بوڑھے نے جواب دیا، پھر بھی اس کے بدلے نیکی کرو۔ کیونکہ بدی بدی سے ختم نہیں ہوتی بلکہ بڑھ جاتی ہے۔ بدی کا خاتمہ نیکی سے ہی ممکن ہے اور ہر وہ شخص جو نیکی کرتا ہے کبھی نقصان نہیں اٹھاتا۔ نوجوان یہ سنتے ہی بوڑھے پر جھپٹ پڑا۔ اُسے خوب زدوکوب کر کے ساری رقم اُس سے چھین لی۔ بوڑھے نے کہا، اے نوجوان! اللہ تمہیں ذلیل و خوار کرے۔ آخر میں نے تمہارے ساتھ کونسی بدی کی تھی جو تم نے میری ساری رقم زبردستی چھین لی۔ نوجوان نے جواب دیا کہ نیکی کرنا ہے۔ بس اپنی نیکی یاد کرتے رہو۔ خدا حافظ۔

نوجوان چلا گیا۔ بوڑھا مار کھانے کے باعث چلنے کے قابل نہیں رہا۔ ادھر سورج غروب ہو رہا تھا۔ سوچا اندھیرا ہونے سے قبل کہیں پناہ لینی چاہیے۔ اُس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔ تو اُسے قریبی پہاڑ میں ایک غار دکھائی دیا۔ سوچا جنگلی جانوروں سے بچنے کے لیے رات اس غار میں گزار لیتا ہوں اور صبح واپس گھر کی راہ لونگا۔ وہ کسی طرح غار کے اندر

پہنچ گیا۔ ذرا دیر بعد ایک بھیڑیا غار میں داخل ہوا۔ بوڑھا خوف کے مارے کونے میں خاموش پڑا رہا۔ ذرا دیر بعد ایک لومڑی بھی غار میں داخل ہوئی اور اس کے بعد ایک خونخوار شیر غار میں پہنچا۔ بوڑھا خوف کے مارے پسینے میں شرابور تھا۔ مگر تینوں جانوروں کو بوڑھا نظر نہ آیا۔ شیر نے لومڑی سے انسانی زبان میں پوچھا کیا خبر لائے ہو؟ لومڑی نے جواب دیا کیا بتاؤں، صبح سے شہر کے قریب پہاڑی پر شکار کے انتظار میں بیٹھی رہی مگر کچھ ہاتھ نہ لگا۔ شیر نے دریافت کیا کہ کیا کچھ کھایا پیا بھی یا پہاڑی پر بھوکی بیٹھی رہی؟ لومڑی نے ہنس کر کہا، نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ سارا دن اُس پہاڑی پر بیٹھ کر گزارا۔ جس میں سات بادشاہوں کا خزانہ دفن ہے۔ جب میں وہاں بیٹھتی ہوں تو بھوک اور پیاس ختم اور ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

پھر شیر نے بھیڑیے کی جانب منہ موڑ کر پوچھا تم بتاؤ تم نے دن بھر میں کچھ شکار کیا یا نہیں؟ بھیڑیے نے جواب دیا کہ میں نے تو کسی بادشاہ کا خزانہ نہیں دیکھا۔ البتہ چند روز قبل ایک ریوڑ میں ایسا دنبہ دیکھا کہ اُس کی ایک ران ہم تینوں نہیں کھا سکتے۔ البتہ حکمت کی بات یہ ہے کہ اُس دنبے کا چمڑا سات امراض کی دوا ہے۔ مگر کیا کروں؟ ایک تو چرواہا بہت بیدار ہے اور دوم ایک خونخوار کتا ریوڑ کے ساتھ ہر وقت رہتا ہے۔ صبح سے شام تک ریوڑ کے آس پاس رہتا ہوں مگر کام نہیں بنتا۔

بوڑھا جانوروں کی باتیں خاموشی سے بغور سنتا رہا۔ جانوروں کی باتیں سن کر وہ اپنی مار پیٹ کی تکلیف یکسر بھول گیا۔ اس کے بعد لومڑی نے شیر سے پوچھا۔ آپ اپنے بارے میں بتائیں۔ شیر نے کہا کہ اس پہاڑ کے دامن میں، میں نے ایک ایسا چشمہ تلاش کیا ہے کہ جس میں غسل کرنے کے بعد میری ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور میں تروتازہ ہو جاتا ہوں۔ اس کے بعد لومڑی نے کہا۔ چلو اب چلتے ہیں۔ ہم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔ شاید باہر کوئی شکار مل جائے اور ہم اپنا پیٹ بھر سکیں۔ لہٰذا تینوں جانور غار سے باہر نکل گئے۔

بوڑھے نے دل میں سوچا کہ جانوروں کی باتیں بے بنیاد نہیں۔ صبح سب سے پہلے چشمہ پر پہنچ کر غسل کروں گا۔ جہاں ساری حقیقت کا پتا چل جائے گا۔ لہٰذا صبح ہوتے ہی بوڑھا غار سے نکلا اور چشمے کی راہ لی۔ چشمے میں غسل کرنے کے بعد واقعی وہ نہ صرف تروتازہ ہوا بلکہ اس کی تمام تھکاوٹ، بھوک اور پیاس بجھ گئی۔ اب بوڑھے کو یقین ہوا کہ جانوروں کی بتائی ہوئی دوسری باتیں بھی درست ہیں۔ اب وہ گھر جانے کی بجائے شہر کی طرف روانہ ہوا تاکہ شہر کے قریب اُس پہاڑی کا جائزہ لے سکے جہاں سات بادشاہوں کا خزانہ دفن ہے۔ پہاڑی کے قریب پہنچتے ہی اُس نے دیکھا کہ بادشاہ کے سپاہی شاہی حکیم سمیت اعلان کر رہے ہیں کہ بادشاہ کی بیٹی شدید بیمار ہے۔ ملک کے تمام حکیم علاج کرتے

رہے مگر بے سود، اگر کوئی دانا حکیم آکر بادشاہ کی بیٹی کا علاج کرے تو اُسے بڑا انعام دیا جائے گا۔

بوڑھا آگے بڑھا اور بادشاہ کی بیٹی کا علاج کرنے کی حامی بھری۔ شاہی حکیم نے بوڑھے سے پوچھا کیا واقعی تم علاج کرسکو گے؟ اگر ناکام رہے تو بادشاہ بڑا سخت مزاج آدمی ہے۔ ناکامی کی صورت میں تمہیں کہیں اس کے غضب کا نشانہ نہ بننا پڑے۔ بوڑھے نے کہا شفاء اللہ دیتا ہے آپ مجھے بادشاہ تک لے جائیں۔ جب بوڑھا بادشاہ کے محل پہنچا تو بادشاہ نے اُس سے کہا۔ دیکھ اے بوڑھے! میری بیٹی کے علاج میں بے شمار حکیم وطبیب ناکام ہوئے۔ اب میں مزید نیم حکیموں کو برداشت نہیں کرسکتا۔ بوڑھے نے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت! آپ مجھے مریضہ کے پاس لے جائیں۔ باقی وہی ہوگا جو منظور خدا ہوگا۔ بوڑھے کو مریضہ کے کمرے میں لے جایا گیا۔ اُس نے مریضہ کو بغور دیکھا اور ماہر طبیب کی طرح بادشاہ سے مخاطب ہوا کہ میں آپ کی بیٹی کے مرض کو سمجھ چکا ہوں۔ میں علاج شروع کرتا ہوں۔ مگر مجھے چند سپاہی اور کچھ رقم درکار ہے۔ تاکہ اپنی پسند کا دنبہ لاسکوں۔ بادشاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ بوڑھے کو جس قدر سپاہیوں اور رقم کی ضرورت ہے دے دو۔

بوڑھا سپاہیوں سمیت بھیڑیے کے بتائے ہوئے ریوڑ کی تلاش میں نکلا۔ جلد ہی اُسے وہ ریوڑ اور بڑی جسامت والا دنبہ مل گیا۔ بوڑھے نے چرواہے سے کہا کہ اس دنبے کو کتنے میں بیچو گے؟ چرواہے نے بیچنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ میرے ریوڑ کا بادشاہ ہے۔ بوڑھے نے کہا کہ بادشاہ کی بیٹی شدید بیمار ہے۔ ہم نے یہ دنبہ اِسی مقصد کے لیے خریدنا ہے۔ اگر تم نہیں بیچو گے تو یہ سپاہی زبردستی لے جائیں گے اور تم ہاتھ ملتے رہو گے۔ چرواہے نے پوچھا۔ آپ کتنی رقم دینگے؟ بوڑھے نے کہا ایک ہزار روپے۔ چرواہا اتنی کثیر رقم کا سنکر خوشی سے پھولا نہ سمایا اور رقم لیکر خوشی خوشی دنبہ بوڑھے کے حوالے کیا۔ بوڑھا دنبہ لیکر شاہی محل پہنچا اور دنبے کو ذبح کر کے اُس کی کھال اُتاری اور شہزادی کو پہنا کر کہا کہ وہ چوبیس گھنٹے تک یہ کھال پہنے رکھے۔ اگلے روز جب کھال اُتاری گئی تو شہزادی بالکل صحت یاب تھی۔ بادشاہ نے بوڑھے کو کثیر رقم دیکر پوچھا اور کیا مانگتے ہو۔ بوڑھے نے کہا کہ شہر کے قریب پہاڑی پر مجھے قلعہ بنانے کی اجازت دیں۔ بادشاہ نے اجازت دے دی۔

بوڑھا بازار پہنچا اور کئی مستری اور مزدور ساتھ لیے اور پہاڑی پر قلعے کی تعمیر شروع کی۔ چند روز میں قلعے کی چار دیواری مکمل ہوئی تو بوڑھے نے مزدوروں کو فارغ کیا اور خود گینتی بیلچہ لیکر قلعہ کے اندر پہاڑی کی کھدائی کرنے لگا۔ صبح سے شام تک وہ تن تنہا کھدائی کرتا رہا۔ پانچویں روز اُسے خزانہ مل گیا۔ خزانہ پانے کے بعد اُس نے قلعے کے اندر کمرے تعمیر کیے اور تکمیل کے بعد گاؤں سے بیوی بچوں کو لاکر وہاں مستقل طور پر رہنے لگا۔ بوڑھا بڑا سخی تھا۔ ہر وقت اُس کے

ہاں مہمانوں خصوصاً غریبوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ایک روز وہی نوجوان جس نے بوڑھے کو زدوکوب کر کے رقم لوٹی تھی وہاں پہنچا۔ بوڑھے نے نوجوان کو پہچان لیا۔ مگر نوجوان اُسے نہ پہچان سکا۔ بوڑھا اُسے گھر لے گیا۔ جب نوجوان جانے لگا تو بوڑھے نے اُسے قیمتی جوڑا اور نقد رقم دی۔ جوان یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا اور پوچھا: بابا! تم میرے ساتھ یہ نیکی کیوں کر رہے ہو؟ بوڑھے نے جواب دیا کہ تم نے مجھے نہیں پہچانا۔ بوڑھے نے ساری کہانی نوجوان کو سنائی۔

رخصت لینے کے بعد نوجوان سیدھا غار کی جانب روانہ ہوا تاکہ تینوں جانوروں کی باتیں سن کر وہ بھی مالا مال ہو جائے اور غار کے اندر بیٹھ کر جانوروں کا انتظار کرنے لگا۔ تینوں جانور حسب معمول سرشام غار میں پہنچے۔ شیر نے بھیڑیے سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ بھیڑیے نے جواب دیا۔ اے جنگل کے بادشاہ! مجھے کئی دنوں سے وہ دنبہ ریوڑ میں چرتا نظر نہیں آیا۔ نجانے چرواہے نے اُسے فروخت کر دیا ہے یا مر چکا ہے؟ اس کے بعد شیر نے لومڑی سے دریافت کیا کہ تم اپنا حال سناؤ؟ لومڑی بولی، اے جنگل کے بادشاہ! وہ پہاڑی جس پر میں بیٹھتی تھی اور یوں میری ساری پیاس، بھوک اور تھکاوٹ ختم ہو جاتی تھی اب وہ میرے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ وہاں ایک شخص نے قلعہ نما مکان تعمیر کر لیا ہے۔ اب میں اُس کے قریب بھی نہیں جا سکتی۔

اس کے بعد لومڑی نے شیر سے کہا، آپ کے چشمے کا کیا حال ہے؟ شیر نے جواب دیا کہ میرے چشمے کے پانی کے اثرات ختم ہو چکے ہیں۔ پانی میں غسل کے باوجود پیاس، بھوک اور تھکاوٹ بدستور رہتی ہے۔ لومڑی نے کہا کہ اُس رات جب ہم ان تینوں چیزوں کی خوبیاں بیان کر رہے تھے شاید کوئی ہماری باتیں سن رہا تھا۔ آیئے آس پاس دیکھیں تاکہ پتا چل سکے۔ جب تینوں جانور غار میں مزید اندر گئے تو انھیں وہ نوجوان نظر آیا۔ تینوں نے مل کر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور کھا گئے۔

(پشتو اولسی نکلونہ)

مشق

۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

الف) نوجوان نے بوڑھے پر کیوں حملہ کیا؟

ب) مار کھانے اور لُٹنے کے بعد بوڑھے نے رات کہاں اور کیسے گزاری؟

ج) بوڑھے نے پہاڑی میں دفن خزانہ کیوں کر حاصل کیا؟

د) تینوں جانوروں کو کس بات کا ملال تھا؟

ہ) نوجوان غار میں کس مقصد کے لیے چھپا رہا اور اُس کا انجام کیا ہوا؟

۲۔ ''بدی کا بدلہ بدی سے نہیں بلکہ بدی کا خاتمہ نیکی سے ممکن ہے'' وضاحت کریں۔

۳۔ آپ نے اس کہانی سے کیا نتیجہ اخذ کیا؟

۴۔ کہانی کا خلاصہ تحریر کریں۔

۵۔ متن کے مطابق درست جواب کا انتخاب کریں۔

الف) لوک کہانی ''نیکی و بدی'' کے مترجم ہیں:

(i) ڈاکٹر انعام الحق کوثر (ii) انور رومان

(iii) سید عابد شاہ عابد (iv) ڈاکٹر شاہ محمد مری

ب) لوک کہانی ''نیکی و بدی'' کے موضوع ہے:

(i) اخلاقی (ii) سماجی

(iii) معاشی (iv) مذہبی

ج) لوک کہانی ''نیکی و بدی'' زبان کے ادب سے لی گئی ہے:

(i) بلوچی (ii) پشتو

(iii) براہوئی (iv) سرائیکی

د) بوڑھا شخص بدی کا بدلہ دیتا ہے:

(i) نیکی سے (ii) بدی سے

(iii) دشمنی سے (iv) غیرت سے

ہ) نوجوان ایک آدمی تھا:

(i) سخی (ii) لالچی

(iii) بزدل (iv) دلیر

۶۔ متن کے مطابق درست کی نشان دہی کی علامت (✓) سے اور غلط کی علامت (✗) سے کریں۔

الف) بوڑھے نے رات گزارنے کے لیے غار میں پناہ لی۔

ب) چشمے کے پانی میں غسل کرنے سے تھکاوٹ ختم ہو جاتی تھی۔

ج) بادشاہ کی بیٹی شاہی حکیم کے علاج سے صحت یاب ہوگئی۔

د) ایک ہزار روپے کا سن کر چرواہا بخوشی دنبہ فروخت کرنے پر راضی ہوا۔

ہ) لالچی نوجوان کا انجام اچھا نکلا۔

۷۔ بوڑھے اور نوجوان کے کرداروں کا موازنہ کریں۔

لوک کہانی

لوک کہانیاں کسی علاقے یا قوم کی روایتوں، گیتوں، کہانیوں اور نظموں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان کہانیوں میں بہادروں کے جری کارناموں اور خاندانی جھگڑوں کا ذکر ہوتا ہے۔ ان میں ہر طبقے کے انسانوں کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہانیاں ایک خاص کردار، خاکہ اور ماحول کو تخلیق کرتی ہیں یا پھر خاص واقعہ پر زور دیتی ہیں۔ ان میں صرف زندگی کی تصویر کشی ہی نہیں بلکہ یہ حقیقت اور مقصدیت کا بھی حسین امتزاج ہیں اور اس طرح یہ لوک کہانیاں ادب کے سماجی نصب العین کو پورا کرتی ہیں۔

سرگرمیاں

۱۔ اساتذہ کرام، طلبہ کو کوئی اور لوک کہانی سنا کر انھیں طلبہ سے سُنیں۔

۲۔ اساتذہ کرام طلبہ کو کسی کہانی کے جملے درمیان سے سنا کر اُن سے پورا مطلب اخذ کروائیں۔

اشاراتِ سبق

۱۔ اساتذہ کرام لوک کہانی ''نیکی و بدی'' کے ذریعے طلبہ کا اخلاق سنوارنے کی کوشش کریں۔

۲۔ طلبہ کو ادب میں لوک کہانیوں کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

۳۔ طلبہ کو تراجم کی اہمیت اور روایت پر لیکچر دیں۔